اولیاء اللہ کا مقام



تصنیف

علامہ محمد عمر الدین نعیمی علیہ الرحمہ

ترجمہ

علامہ پروفیسر محمد اکرم رضا

ولی اللہ کی شان، پہچان اور مقام



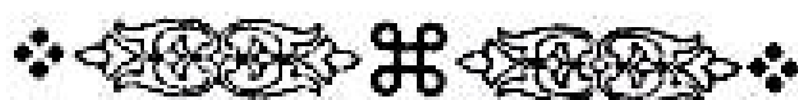
اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کا مقام

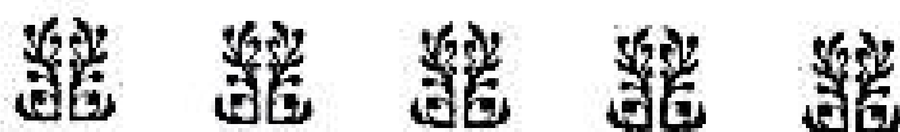


علامہ محمد عمر الدین نعیمی علیہ الرحمہ

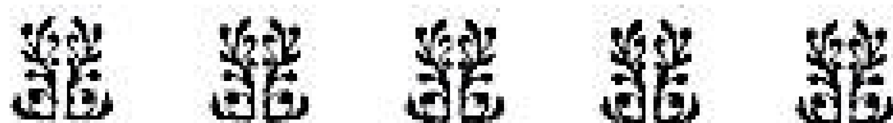


علامہ پروفیسر محمد اکرم رضا





اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کا مقام



اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کا مقام

اولیاء اللہ کا تعارف اور فضائل

ولی کے معنی ہیں' خدا کا دوست اور محبت رکھنے والا یعنی مستقل جذبۂ عشق والا' ایسا عشق جو طالب کو مطلوب کی ذات میں ہوتا ہے کہ اسکو محو اور مستغرق کر دیتا ہے کہ اس کی اطاعت اور رضا سے ذرہ بھر سرتابی نہیں کر سکتا' اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا ہے......

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ

﴿پ ۳ سورۂ البقرہ آیت نمبر ۲۵۷﴾

کہ اللہ اِیمان والوں کا دوست ہے جو ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے۔
اس کے برعکس کفار اور گستاخوں کے بارے میں اِرشاد ہے کہ کفار کا کوئی دوست اور حمایتی نہیں کہ وہ اس دوستی اور محبت سے محروم ہیں۔
خدا کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اولیاء اللہ ایسے صاحب حال خدا کے بندے ہیں کہ وہ کسی معاملہ میں قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ اُن کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔ اُن کا دوست اللہ تعالیٰ ہوتا ہے اور اُن کو یہ مقام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور کمال درجۂ محبت کے صدقہ میں عطا ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم کے رُقعہ بنامِ نیل دریا سے ظاہر ہوا' جو خشک ہو چکا تھا۔ زمانۂ جاہلیت میں جب تک ایک

نوجوان لڑکی کو زیور پہنا کر دریا کی بھینٹ نہ چڑھایا جاتا اُس میں پانی نہ آتا تھا۔
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بھی اِس کا یہ حال ہوا تو لشکر اِسلامی کے سپہ سالار نے خلیفۃ المسلمین کو اس سے آگاہ کیا اور دریافت کیا کہ کیا کیا جائے۔ اِس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریائے نیل کے نام رُقعہ لکھا کہ اگر خدا کے حکم سے رُک گیا ہے تو ٹھیک ورنہ مَیں حکم دیتا ہوں کہ جاری ہو جا اور اپنے پانی سے ضرورت مندوں کی حاجتیں پوری کر اور اگر اپنی مرضی سے رُک گیا ہے تو ہمیں تیری ضرورت نہیں۔ جب یہ کاغذ کا ٹکڑا دریا میں ڈالا گیا تو اُسی وقت دریا جاری ہو گیا۔ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صاحب حال تھے' اِس لئے اُن کا حکم دریا نے بھی مانا۔ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

مَنْ عَادَ لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ۔

﴿مشکوٰۃ شریف باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ﴾

کہ جس کسی نے میرے ولی کو تکلیف دی میرا اُس کے خلاف اعلانِ جنگ ہے
یہ مقام صاف ظاہر کرتا ہے کہ ولی اللہ صاحب حال ہوتے ہیں' جن سے کرامات کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ یہ محض اِس لئے ہوتا ہے کہ وہ ہوا و ہوس کا شکار نہیں ہوتے' جس کی بناپر اللہ تعالیٰ اُن کی پاسداری فرماتا رہتا ہے اور اُن کے دُشمن ذلیل و خوار ہو جاتے ہیں' کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اعلان "نَحْنُ اَوْلِیٰٓئُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَۃِ" ﴿پ ۲۴ سورہ حٰم سجدہ آیت نمبر ۳۱﴾ کے مُطابق اللہ تعالیٰ ان کا دوست اور معاون ہوتا ہے اور خدا کی مدد سے اُن کا مقام بلند رہتا ہے۔
خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت جامع الفاظ میں اولیاء اللہ کے فضائل بیان فرمائے ہیں کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ اَنبیاء اور شہداء اُن پر رشک کرتے ہیں کیونکہ وہ خدا کی ذات کے ساتھ عشق و محبت کسی فرض کے بغیر محض خدا کی رضا کے لئے رکھتے

ہیں جس سے اُن کے چہرے منور ہوتے ہیں' اور جس وقت لوگ خوف زدہ ہوں گے اُن پر کوئی خوف نہ ہوگا' اور جس وقت لوگ غم زدہ ہوں گے اُن پر کوئی غم نہ ہوگا کیونکہ خدا کا فرمان "اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ○" ﴿پ ١١ سورہ یونس آیت نمبر ٦٢﴾ اسی وقت کے لئے جاری ہوا ہے۔ مگر گستاخ اور بے ادب لوگ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم "بُرھَانِ رَبِّی" کے مقامات اور کمالات کے منکر ہیں' وہ اولیاء اللہ کے مقامات کی کیا پرواہ کرتے ہیں' حالانکہ اَولیاء اللہ کا وجود ہر زمانہ میں تا قیامِ قیامت آیاتِ قرآنِ کریم اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی صداقت کے روشن چراغ ہیں۔ اِن کے وجود کی برکت سے بارانِ رحمت کا نزول ہوتا ہے' جس سے مخلوق کو رزق کی عطا ہوتی ہے۔ کفار پر غلبہ ہوتا ہے' ہر زمانہ میں یہ لوگ معیّن تعداد میں چھپے رہتے ہیں کہ خدا کے سچے سپاہی ہیں جن میں ٣٠٠ ر اخیار کہلاتے ہیں' ٤٠ ر ابدال اور ٧ ر ابرار اور ٤ ر اوتاد ہوتے ہیں اور ٣ ر نقباء ہوتے ہیں' جس پر اہل سنت و جماعت کا اِتفاق ہے۔ تمام مومن اگرچہ اِیمان میں مشترک ہیں' مگر سارے ایک ہی سطح پر نہیں ہیں کیونکہ اِن میں عظیم فرق ہے۔ اِن میں اولیاء اللہ کا مقام بہت بلند ہے کہ اُن کی رُوحانی قوت بلند ہوتی ہے جس سے کرامات کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ وہ استقامت دِین کے روشن مینار ہیں جن سے یہ حقیقت واضح طور پر آشکار ہو جاتی ہے کہ فلاح اور کامیابی کا راستہ دِینِ اِسلام میں ہے جو خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہے۔

ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دِل میں تڑپ پیدا کیجئے
شیطان بدنصیب کو تڑپاتے جایئے

اولیاء اللہ' اِمام الانبیاء' حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دریائے ہدایت' فیض و رحمت کی نہریں ہیں' اُن کی کرامات درحقیقت خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کا ظہور ہے

جوتا قیامت جاری اور ساری ہے۔ کیونکہ خدا کے فرمان......

وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِىْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝

﴿پ۳۰ سورۂ الم نشرح آیت ۲،۳﴾

کہ تم پر سے وہ بوجھ اُتار دیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑ دی تھی' کی یہ تفسیر ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دُکھ تھا کہ وصال کے بعد تبلیغ دِین کا کام کیسے ہوگا تا کہ دُنیا ہدایت پر قائم رہے' یہ مسئلہ حل ہو گیا کہ علمائے کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے تالاب بن گئے اور اولیاء اللہ اُس علم کی نہریں۔ علمائے کرام شریعت مُطہرہ پر چلنے کے طریقے بتانے والے ہیں۔ نماز' روزہ اور جملہ احکامِ شرعیہ کا درس دینے والے اور وُضو کرا کر خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق مُصلیٰ پر کھڑا کرنے والے ستون ہیں تو اَولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اُن احکامات پر اِستقامت عطا کرنے والے روشن مینار ہیں۔

جس طرح پھل اُسی شاخ کو لگتا ہے جس کی جڑ قائم ہو' وہ ہری بھری ہو اور جڑ کے ساتھ تعلق قائم ہو' اسی طرح یہ ہستیاں اسکی شاخیں ہیں کہ دریا کے رحمت سے جاری ہیں' مگر جس گروہ کا عقیدہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا اِنکار ہے' وہ کمالاتِ اولیاء اللہ کے بھی منکر ہیں' اُن کا ایمان اِتنا غیر محفوظ ہے کہ وہ آسانی سے شیطان کے شکار ہو جاتے ہیں' اُن کے حق میں خدائی فرمان بتاتا ہے کہ وہ گمراہ ہیں جیسا کہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے......

''وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝

﴿پ۱۵ سورۂ الکہف آیت نمبر ۱۷﴾

کہ جسے اللہ گمراہ کرے اُس کا نہ کوئی ولی ہے' نہ مرشد۔ لہٰذا ولی اللہ اور مرشد کے خلاف عقیدہ اور ولی اللہ کے وجود سے اِنکار اُن کی گمراہی کا بین ثبوت ہے۔ اِس لئے اِستقامتِ دِین کا فقدان اُن کے ایمان کو غیر محفوظ بنا دیتا ہے کہ وہ آیاتِ قرآنِ کریم

اور حدیثِ پاک کے مطابق عقیدہ نہیں رکھتے' بلکہ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

سورۂ الم نشراح میں ہے......

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ○ وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ ○ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ ○

﴿پ ۳۰ سورۂ الم نشرح آیت ۱'۲'۳﴾

کے مطابق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینۂ مبارک ۴ مرتبہ چاک کر کے اس کا شرح صدر کیا گیا' نہ صرف صاف کیا گیا بلکہ اُس کو کھولا گیا۔ بچپن' جوانی' نزولِ وحی سے پہلے اور پھر شب معراج حطیم کعبہ کے پاس شرح صدر کر کے اس کو اِس قدر وسیع کر دیا گیا کہ اُس میں علومِ غیبیہ' اسرار و رموزِ اِلٰھیہ' جزئیات' کلیات' حقائق و معارف کے دریا جاری ہو گئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم راز دانِ "مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن" ہو گئے۔ رب تعالیٰ سے تعلق دُنیا سے بے خبر نہیں ہونے دیتا۔ کروڑوں درود اور سلام اور اُمت کے اعمال پیش ہو رہے ہیں' سب سے باخبر ہیں' سلام کا جواب دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُمت کے گنہگاروں کی بخشش کا وسیلہ ہیں کیونکہ سینہ مبارک خزینۂ اِلٰہی کا کھلا دروازہ ہے جہاں سے عطائیں جاری ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ کھلا ہوا آئینہ ہے جس میں عالم غیب و شہادت منعکس ہو رہے ہیں۔ جس طرح آئینہ پر سورج کا عکس پڑتا ہے تو وہ سورج کا کام کرتا ہے۔ اِس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ رب تعالیٰ نے صاف کر کے آئینہ بنا دیا ہے جس پر خدا تعالیٰ نے تجلی ڈالی تو سینۂ مبارک سے ربانی فیوض جاری ہو گئے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدائی کام کرتے ہیں' مگر آئینہ جس طرح سورج نہیں کہلا سکتا اِسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی خدا نہیں کہلا سکتے' اُس کی صفات کے مظہر ہیں۔

خدا کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دُکھ تھا کہ اُن کے وصال مبارک کے بعد اِسلام کا پیغام کیسے عوام تک پہنچے گا' تو خدا تعالیٰ نے وعدہ فرما لیا کہ اُمت کے اندر علماء اور اولیاء پیدا کیے جائیں گے جس سے دِین محفوظ رہے گا تو آپ کا یہ غم دُور ہو گیا' بلکہ شفاعت کا

مقام عطا فرما کر مزید تسلی فرما دی اور حضور ﷺ کو سکون قلبی عطا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر بلند کیا کہ سابقہ انبیاء علیہم السلام سے آپ پر ایمان لانے کا عہد لیا گیا' سب کے ذکر فقط فرش پر مگر حضور ﷺ کا ذکر فرش اور عرش پر اور جنت میں' بلکہ رب تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ ہر جگہ رکھا جو کلمہ میں' اذان میں' نماز میں' خطبہ میں ہر جگہ لیا جاتا ہے' پھر حضور نبی کریم ﷺ کو القابات سے یاد کیا اور باقی نبیوں کو اُنکے ناموں سے' حضور ﷺ کے ذکر کو اپنے ذکر کی تکمیل قرار دیا بلکہ ہر وقت ہر جگہ جاری کر دیا کہ ماضی میں رَفَعْنَا کا اعلان کر کے بتا دیا کہ روزِ اَزل سے تا اَبد جاری ہے۔ ماضی' حال اور مستقبل ہر زمانہ میں رَفَعْنَا کا مقام ہے۔ حضور سید المرسلین ﷺ نمونہ ہیں ذاتِ الٰہی کی طرف سے جس کو چھپایا نہیں جاتا کہ "بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ" ﴿النساء: ۱۷۴﴾ ہیں۔

دُنیا کی آرزوئیں فنا آشنا ہیں سب
جو رُوح زندگی ہے وہ تنہا تمہیں تو ہو
تم کیا ملے کہ دولتِ ایماں ملی ہمیں
ایماں بھی یہی ہے کہ ایماں تمہیں تو ہو

محبوبِ خدا کے مقام کا اندازہ کون لگا سکتا ہے کیونکہ آپ ﷺ کا مقام اللہ تعالیٰ نے خود بلند کر دیا ہے۔ پھر حضور ﷺ کے غلاموں کا مقام بھی قرآنِ کریم میں موجود ہے کہ اُن کی مقبولیت کی سند خود اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

﴿پ ۱۱ سورہ یونس آیت نمبر ۶۲' ۶۳' ۶۴﴾

سُن لو خبردار! بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم۔ وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری اختیار کی۔ اُنہیں خوشخبری ہے دُنیا اور آخرت کی زندگی میں۔ اللہ کی باتیں تبدیل نہیں ہوسکتیں، یہ بڑی کامیابی ہے۔

اِس آیت میں اولیاء اللہ کا مقام یہ واضح کر رہا ہے کہ اُن کو یہ مقام اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں عطا ہوا ہے، تا کہ دینِ اسلام کی حفاظت کر کے حضور نبی کریم، رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا غم اور دُکھ دُور کر دیں، کیونکہ مقامِ نبوت کی ذمہ داریوں کا بوجھ حضور پر تھا۔ اُولیائے کرام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کے مظہر ہیں کہ کرامات اولیاء اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی معجزہ کا مظہر ہیں۔ اولیاء اللہ خدا کے مقبول بندے ہیں، دُنیا کو ان کی ضرورت ہے کہ اُن کے وجود سے دُنیا کو فائدہ ہے۔ اُن کی پہچان کیا ہے۔ لَهُمُ الْبُشْرٰى سے کیا مراد ہے۔ اِن تمام اُمور کے بارے میں یہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے مبعوث ہونے کا اِمکان نہیں تو دِین کی تبلیغ اِن کے ذمہ ہے۔ لہٰذا جس طرح کھیتیاں آفتاب کی روشنی اور بارش کی محتاج ہیں اِسی طرح سارا عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے وسیلے سے علمائے کرام، اولیاء کرام اور مشائخ عظام سے رُوحانیت کی دولت حاصل کرنے کے لئے محتاج ہے۔ اُولیاء کرام اگر حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دریائے رحمت اور فیض کی نہریں ہیں تو علماء بارشِ نبوت کے تالاب ہیں۔

حدیث پاک کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اِنَّمَآ اَنَا قَاسِمٌ وَ اللّٰهُ يُعْطِىْ۔ ﴿مشکوٰۃ باب العلم پہلی فصل، متفق علیہ﴾

کہ اللہ تعالیٰ رحمتوں کو عطا کرنے والا اور خدا کا محبوب ان کی تقسیم کا ذریعہ ہے۔

حضور ﷺ کے وسیلے سے علماء اور اولیاء ان عطاؤں کا سبب ہیں کہ علماء کے لیے مچھلیاں بھی دُعائے بقا کرتی ہیں۔

لَهُمْ يُرْزَقُوْنَ وَبِهِمْ يُمْطَرُوْنَ ۔وہ جانتی ہیں کے نزولِ بارش اور دریا کی روانی علماء کی وجہ سے ہے۔﴿مرقاۃ شرح مشکوۃ﴾

''مشکوۃ شریف کتاب الفتن کے باب ذکر الیمن والشام و ذکر اویس قرنی'' میں ہے۔ يُسْقٰى بِهِمُ الْغَيْثُ وَيُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَى الْاَعْدَآءِ وَيُصْرَفُ عَنْ اَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ۔ کہ انکی دعاؤں سے بارش ہوتی ہے' کھیتیاں سرسبز ہوتی ہیں' دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے اور اہلِ شام سے عذاب ٹلتا ہے۔

اللہ تعالٰی تک رسائی حضور نبی کریم ﷺ کے ذریعہ سے اور حضور تک رسائی اُولیاء اور علماء کے ذریعہ سے ہے۔ کیونکہ سینۂ مصطفیٰ ﷺ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فیض بلا واسطہ حاصل کیا' انکو نورِ ہدایت عطا ہوا۔ان سے یہ فیض تابعین نے پایا' پھر تبع تابعین نے اور اُنکے وسیلے سے علماء اور اُولیاء منور ہوگئے۔اس لئے اُولیاء کے سینے نورِ نبوت ﷺ کے آئینے ہیں جن سے چھن چھن کر نورِ ہدایت عالم کو منور کر رہا ہے' اسی لئے ان سے بیعت کی جاتی ہے تاکہ آئینہ کے سامنے آکر نور حاصل کریں اور بے نور نہ رہیں۔لیکن جن لوگوں کا عقیدہ اُولیاء اللہ پر نہیں وُہ اس لئے گمراہ ہیں کہ وُہ بے نور ہیں۔ان کے دِل آئینہ کے نہ تو سامنے ہو سکتے ہیں اور نہ ان سے رُوحانی اور نورانی روشنی اور ہدایت کی شمع روشن ہوسکتی ہے۔اسی وجہ سے وہ خدا کے رسول ﷺ کے نور کے منکر ہیں' اور منکر ہی ہمیشہ گمراہ ہوتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ خلق کی ظاہری اور باطنی اِصلاح کے لیے انبیائے کرام تشریف لائے۔ جب سلسلۂ نبوت ختم ہوگیا تو حضور ﷺ کی نظرِ کرم سے دو گروہوں کے ذمہ یہ کام سپرد کیا گیا۔ظاہری اصلاح کے لئے علمائے کرام مقرر ہوئے مگر باطنی کے لئے

اولیاء اللہ کا گروہ منتخب ہوا۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قیامت تک قائم ہے جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے کہ اَنَاوَالسَّاعَۃُ کَھَاتَیْنِ۔ ﴿صحیح بخاری کتاب الرقاق﴾ لہٰذا ضروری ہوا کہ دونوں گروہ قیامت تک قائم رہیں۔ نماز کی ادائیگی کے لئے جسم 'لباس اور جگہ اور کا پاک ہونا' قبلہ رُو کھڑے ہونا' نماز کی شرائط واَرکان کو اَدا کرنا ہے 'اسکی تعلیم اور تمام دوسرے اَرکانِ شریعت پر عمل کا کام علماء کے سپرد ہوا۔ مگر ان تمام اُمور میں خلوص کا درس تا کہ مقبولیت کے مقام تک پہنچ سکیں اَولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کے سپرد ہوا۔ گویا شرائطِ صحت علماء سے ملتی ہیں تو قبولِ شرائط اَولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم سے۔ حتیٰ کہ استقامت کا مقام عطا ہو جائے۔ مختصراً یہ کہ ایمان کا درس عالم دین سے ملتا ہے تو اس کی حفاظت کا مقام اَولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم سے ملتا ہے۔ اسی لئے اَولیاء تو علماء کے شاگرد ہوئے مگر دوسری طرف علماء اَولیاء اللہ کے مرید ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ اِمام فخر الدین رازی کے دلائل بوقت نزع شیطان نے توڑ دیئے مگر خواجہ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ جو ولی اللہ تھے اور اُنکے مرشد کامل تھے' سینکڑوں میل دُور بیٹھے بھی مولانا کی مدد کی اور ان سے بے ساختہ پکار کر کہلوایا کہ میں نے بغیر دلیل کے خدا کو مانا ہے اور اس پر میرا ایمان ہے 'اور اس مدد کی وجہ سے مولانا فخر الدین رازی ایمان سلامت لیکر دنیا سے رخصت ہو گئے۔

-•●•❖•●•-

نگاہِ ولایت

جیسے جسموں پر بیماریاں آتی ہیں تو جسم کا علاج اطباء کرتے ہیں اسی طرح دِل کی بیماریوں کا علاج اَولیاء اللہ کرتے ہیں جو اطباءِ اِیمان ہیں۔ لوہے سے زنگ دُور کرنے کے لیے بھٹی چاہیے مگر دل کا زنگ صحبت اَولیاء کی بھٹی میں دُور ہوتا ہے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا

حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں چور چوری کرنے کی نیت سے آیا تو اگرچہ اُس کو دُنیا کا مال نہ مل سکا' لیکن غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کی اُس پر نظر پڑ گئی' تو اس سے فرمایا کہ فلاں علاقے کا قطب فوت ہو گیا ہے اور اِس کو اُس علاقے کا قطب بنا دیا گیا ہے' لہٰذا اسکو وہاں بھیج دو۔ یہ غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا مقام تھا کہ ایک ہی نظر میں چور سے قطب بنا دیا۔ یہ مقامِ غور بھی ہے کہ چور تو کہتا ہے کہ میں چور ہوں' میں نے اچھا کام نہیں کیا' لیکن یہ سارا فیض حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کرم کا تھا کہ برے کو اچھا کر دیا' ایک بد کو نیک بنا دیا۔

ایک ڈاکو جنگل میں غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آیا تو ڈاکہ ڈالنے کی نیت سے غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا جبہ مبارک پکڑ کر چھیننے لگا۔ غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے دُعا کی کہ مولا اس کا ہاتھ میرے دامن سے نہ چھوٹے' جس کے نتیجے میں اس کو ولی بنا دیا۔ غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نگاہ نے وہ کام کیا کہ ڈاکو کو وہ مقام عطا کیا جو ڈاکو ساری عمر نمازیں پڑھ کر' روزے رکھ کر' حج اور خیرات کر کے حاصل نہ کر سکتا تھا۔ معلوم ہوا کہ دُنیا کے سفر میں جس طرح راہبر کی ضرورت ہے اسی طرح عالمِ بالا کے مسافر کو بھی رہبرِ طریقت کی ضرورت ہے مگر دیوبندی' وہابی' نجدی' عقائدِ باطلہ میں ولی اللہ سے نفرت کے سوا کچھ نہیں' لہٰذا عالم بالا کے سفر میں ان کا رہبر شیطان کے سوا اور کون ہو سکتا ہے' جو اِن سب کو لے کر ڈوبے گا۔

ولی کون ہے؟ اِس کا جواب اسی آیت کے آگے دوسری آیت میں بیان ہوا ہے جیسا کہ اِرشاد باری تعالیٰ ہے "اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ" ﴿پ ۱۱ سورہ یونس آیت نمبر ۶۳﴾ کہ وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں۔ یعنی تقویٰ پر ان کا ایمان و

یک زمانہ صحبت با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا

حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں چور چوری کرنے کی نیت سے آیا تو اگر چہ اُس کو دُنیا کا مال نہ مل سکا' لیکن غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کی اُس پر نظر پڑ گئی' تو اس سے فرمایا کہ فلاں علاقے کا قطب فوت ہو گیا ہے اور اِس کو اُس علاقے کا قطب بنا دیا گیا ہے' لہٰذا اسکو وہاں بھیج دو۔ یہ غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا مقام تھا کہ ایک ہی نظر میں چور سے قطب بنا دیا۔ یہ مقامِ غور بھی ہے کہ چور تو کہتا ہے کہ میں چور ہوں' میں نے اچھا کام نہیں کیا' لیکن یہ سارا فیض حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کرم کا تھا کہ برے کو اچھا کر دیا' ایک بد کو نیک بنا دیا۔

ایک ڈاکو جنگل میں غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آیا تو ڈاکہ ڈالنے کی نیت سے غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا جبہ مبارک پکڑ کر چھیننے لگا۔ غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے دُعا کی کہ مولا اس کا ہاتھ میرے دامن سے نہ چھوٹے' جس کے نتیجے میں اس کو ولی بنا دیا۔ غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نگاہ نے وہ کام کیا کہ ڈاکو کو وہ مقام عطا کیا جو ڈاکو ساری عمر نمازیں پڑھ کر' روزے رکھ کر' حج اور خیرات کر کے حاصل نہ کر سکتا تھا۔ معلوم ہوا کہ دُنیا کے سفر میں جس طرح راہبر کی ضرورت ہے اسی طرح عالمِ بالا کے مسافر کو بھی رہبرِ طریقت کی ضرورت ہے مگر دیوبندی' وہابی' نجدی' عقائدِ باطلہ میں ولی اللہ سے نفرت کے سوا کچھ نہیں' لہٰذا عالم بالا کے سفر میں ان کا رہبر شیطان کے سوا اور کون ہو سکتا ہے' جو اِن سب کو لے کر ڈوبے گا۔

ولی کون ہے؟ اِس کا جواب اسی آیت کے آگے دوسری آیت میں بیان ہوا ہے جیسا کہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے "اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ" ﴿پ ۱۱ سورہ یونس آیت نمبر ۶۳﴾ کہ وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں۔ یعنی تقویٰ پر ان کا ایمان و

عمل ہے۔ لہٰذا ایمان کے بغیر ولایت محال ہے اور تقویٰ اور ظاہری عبادت کے بغیر باطنی طہارت محال ہے۔

اولیاء اللہ کی اقسام

یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے اولیاء اللہ کہلاتے ہیں مگر ان کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں مردود بندے اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ہیں جن کو اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ﴿البقرہ:۲۵۷﴾ فرمایا ہے۔ اور اس بنا پر اولیاء اللہ کے منکر اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ کے تابعدار یہ گمراہ لوگ ہیں، جو شیطان کے مرید ہیں۔

اولیاء اللہ میں تین (۳) قسم کی ولایت والے ہیں۔

ایک قسم میں مادر زاد ولی ہیں جیسے کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوتے ہی رمضان کے مہینے کے روزہ دار ہوئے۔

غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہیں ولی ہر آن میں
دُودھ چھوٹا ماں کا رمضان میں

بعض مومن تقویٰ و طہارت کی وجہ سے مقبول بارگاہِ ربُّ العزت ہو کر ولایت کا مقام پاتے ہیں اور یہ ولایت کسبی ہے۔

مادر زاد اولیاء اللہ کی ولایت اللہ تعالیٰ کی عطا ہوتی ہے جیسے کہ حضرت مریم مادر زاد ولیہ تھیں جو کسی کی نگاہ کرم سے ولی بن جاتے ہیں اُنکی ولایت وہبی ہوتی ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے آنے والے جادوگر کہ ایک ہی نگاہ میں ولی اللہ بن گئے، وہ مومن صحابی اور شہادت کے سارے مقام پا گئے۔ اس لئے کہ انہوں نے نبی کا ادب کیا اور کہا قَالُوْا یٰمُوْسٰٓی اِمَّآ اَنْ تُلْقِیَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰی ﴿پ۱۶

رہ طٰہٰ آیت نمبر ۶۵﴾ کہ اے موسیٰ علیہ السلام ڈال کر آپ اپنا معجزہ پہلے دکھائیں گے یا ہم کو جازت ہے کہ ہم پہلے ڈال کر اپنے جادو کو پیش کریں۔ اُنہوں نے اَدب کے ساتھ جازت مانگی' اِس لئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مقبول بندہ مانا۔ اِسی طرح غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں آنے والے چور اور جنگل میں ملنے والے ڈاکو دونوں غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہِ کرم سے ہی ولایت پا گئے۔ اس آیت میں تینوں قسم کے ولی اللہ بیان ہوئے ہیں کہ اُن کو نہ خوف ہوتا ہے نہ غم۔ وہ ماسوائے اللہ کے کسی کا دِل میں خوف نہیں رکھتے اور اعمال صالح کی بنا پر اُن کو آئندہ کا غم نہیں ہوتا۔ ان تینوں قسم کے اَولیاء اللہ کا مقام بیان ہوا' پر وہاں انکے مقابلہ میں ولی نہیں ''مِن دُونِ اللّٰہِ'' ہیں' جو کہ کفار اور گمراہ لوگوں کی دولت ہیں' اس لئے وہ اولیاء اللہ سے نفرت کرتے ہیں اور ان کے سایہ سے بھاگتے ہیں۔

ولی تشریعی اور تکوینی بھی ہوتے ہیں' گویا دونوں قسم کے ولی پائے جاتے ہیں۔ ولی تشریعی میں ہر نیک مسلمان ہو سکتا ہے' جسے قربِ اِلٰہی حاصل ہو' اور وہ ہر چالیس متقی مسلمانوں میں ایک ہوتا ہے۔ ولی تکوینی وہ ہے جسے عالم میں تصرُّف کا اختیار دیا گیا ہو۔ ایسے ولی' غوث' قطب' اَبدال وغیرہ ہوتے ہیں۔ یہ تمام قیامت کے ڈر' خوف سے محفوظ ہوتے ہیں بلکہ دُنیا کے غم' خوف سے بھی محفوظ ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ بعض لوگ متقی ہو کر ولی بنتے ہیں تو بعض ولی ہو کر متقی ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مریم علیہا السلام نے حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس پہنچ کر ۴ سال کی عمر میں تقویٰ اختیار نہ کیا تھا' مگر ولیہ ہونے کے سبب بے موسم پھل عطا ہوتے تھے۔

''لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا'' ﴿پ ۱۱ سورہ یونس آیت نمبر ۶۴﴾

کے مصداق ولی اس طرح ہوتے ہیں کہ خلق کے منہ سے خود نکلتا ہے کہ یہ ولی ہے۔ جیسے غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ' کہ اُن کی

یہ سارا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی فیض ہے کہ حضرت غوثِ اعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ... حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ... حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ... حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ... حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ ... حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ... حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ... حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ... حضرت خواجہ سید بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ ... حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ... حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ ... حضرت علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ... حضرت خواجہ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ ... حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ ... اور حضرت میاں رحمت علی رحمۃ اللہ علیہ خدا کے ایسے مقبول بندے ہیں، جنہوں نے کفر کے کل قلعے سر کیئے اور دُنیا کے صنم کدوں کو پیوند خاک کر دیا اور وہ کام کیئے جو دُنیا کا بڑے سے بڑا شخص بھی نہیں کر سکتا، بلکہ اُن کی نظیر ہی پیش نہیں کر سکتا۔ حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ہند کے اندر راجپوتانہ میں ڈیرے ڈالے اور کفر کی سیاہ آندھیوں کے اندر اِسلام کی شمع روشن کرتے ہوئے مردہ دِلوں کو مسیحائی عطا کی اور اپنی نگاہِ کرم سے نوے لاکھ بت پرستوں کو حلقہ بگوشِ اِسلام کر کے اُن کو "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کا درس دیا اور اُن کے دِلوں کے اندر توحید و رسالت کا درخت لگا کر اُن کو جہنم کے عذاب سے بچالیا۔ راجپوتانہ میں راجہ پرتھوی راج عرف راجہ پتھورا کے زور کو اور اُسکی اِسلام دُشمنی کو اپنی کرامات کے زور سے ملیامیٹ کر کے رکھ دیا اور اس مقام پر اپنی کرامات کے اِظہار سے اس کو ذلیل ورُسوا کر دیا۔ وہ جہاں آ کر بیٹھے وہاں پر درختوں کا سایہ تھا۔ راج پتھورا نے وہاں پر اُونٹ اور جانور بٹھا دیئے تا کہ خدا کا بندہ تنگ آ کر اس جگہ کو چھوڑ دے۔ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اسکے بعد جھاڑیوں کی لکڑی سے چھپر بنا کر اس میں رہائش کی اور اللہ کا ذکر شروع کر دیا، تو راجہ نے اپنے سپاہیوں کی مدد سے اسکو آگ لگا دی۔ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہی بار اللہ کا نام بلند کیا تو وہ آگ بجھ گئی اور

فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْۚ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

﴿پ۱۳ سورہ ابراہیم آیت نمبر ۳۶﴾

کہ جس نے میرا ساتھ دیا وہ میری امان میں ہے اور جس نے نافرمانی کی اس کے لئے تو بخشنے والا مہربان ہے۔ یعنی یہ ولایت ابراہیمی کے مظہر ہیں۔ جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے قتل کا مشورہ دیا تو فرمایا تیری مثال حضرت نوح کی سی ہے کہ اُنہوں نے فرمایا تھا۔

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ دَیَّارًا ○

﴿پ۲۹ سورہ نوح آیت نمبر ۲۶﴾

کہ کافروں کو ختم کر دے اور ان کا نام ونشان مٹا دے۔ یعنی یہ ولایت نوح علیہ السلام کے مظہر ہیں۔

عقائدِ باطلہ کے حامل لوگ محض عبادت کو ذریعۂ نجات سمجھتے ہوئے لیکن وہ اپنے ایمان کو دُرست نہیں کرتے اس لئے وہ نجات ہرگز نہیں پا سکتے کیونکہ ایمان کے بغیر عبادت مقبول نہیں۔ لہٰذا ایسے بد مذہب لوگ ایمان کی فکر کریں' ورنہ ان کی کوئی عبادت مقبول نہ ہوگی۔ اور ولایت کا درجہ تو ایمان وتقویٰ کا مظہر ہے کہ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ○ ﴿پ۱۱ سورہ یونس آیت نمبر ۶۳﴾ کے مطابق ہے۔ اس لئے جن کے ایمان ہی درست نہ ہوں وہ نہ ولایت کا مقام پا سکتے ہیں نہ اسکے قریب ہی جا سکتے ہیں بلکہ وہ ولایت اور ولی سے ایسے بھاگتے ہیں جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

-•●•❖•●•-

مقام ولایت فیضِ نبوت کا مظہر ہے

مقام ولایت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کا ہی مظہر ہے جو تا قیام قیامت ہر زمانہ میں جاری ہے۔

اسکی بجائے راجے کے محل کو آگ لگ گئی۔

یہ دیکھ کر راجہ پتھورا نے اپنی طاقت کے بل بوتے پر خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو تین دن کا الٹی میٹم دے دیا کہ اسکی راج دھانی سے نکل جائے ورنہ قتل کرا دے گا۔ اسی رات خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے خواب کے اندر بادشاہ شہاب الدین غوری کو حکم دیا کہ راج پوتانہ پر حملہ کردو اور کشف کی حالت میں اعلان فرما دیا کہ ہم نے پرتھوی راج کو شہاب الدین کے ہاتھ میں دے دیا۔ شہاب الدین غوری اس سے پہلے پرتھوی راج سے شکست کھا چکا تھا' مگر ولی کا خواب میں حکم سنا تو فوراً اس پر عمل کیا اور حملہ کیا تو پرتھوی راج زندہ گرفتار ہو گیا اور شہاب الدین غوری کے پاس لایا گیا تو اس کا خاتمہ ہو گیا اور کفر کا زور ٹوٹ گیا۔

اسکے تین دن بعد شہاب الدین غوری اجمیر شریف میں داخل ہوا تو مغرب کی نماز کے لئے مسجد میں حاضری کے لئے پہنچا تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پہچان لیا' حالانکہ پہلی دفعہ ملاقات ہوئی تھی مگر خواب میں زیارت کر چکا تھا' اس لئے دقت نہ ہوئی اور فوراً مرید ہو گیا۔

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دُکھی اِنسانیت کی خدمت کرتے ہوئے پرچمِ اِسلام کو بلند کیا اور ۹۰ لاکھ کفار کو حلقہ بگوشِ اِسلام کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم بنا دیا۔ یہ سارا فیض حضور رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دریائے رحمت کا جاری ہے۔ لیکن بزرگانِ دین اور اَولیاء اللہ کے منکر لوگ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کا اِنکار کر کے خود سر بنے ہوئے ہیں' اُن کو اِن آیات کی پرواہ نہیں۔ اور پ ۱۱ سورۂ یونس کی آیاتِ بالا ۶۴'۶۳'۶۲ کا انکے نزدیک کوئی مقام ولایت میں مقام ہی نہیں' اسی بنا پر وہ اَولیاء اللہ کی صحبت اختیار کرنے کے خلاف ہیں اور شرک شرک کہہ کر عوام کو گمراہ کرتے رہتے ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ خود اس نعمت سے محروم ہیں۔ جو خود مردُود ہو چکا وہ دوسرے کو

غیر اللہ پر قرآنی سورتوں کے نام

گائے کے نام پر قرآنی سورت

حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم کی ساری ۱۱۴ سورتیں ہیں۔ ان میں دوسری سورت ''البقرہ'' ہے' جو گائے کے نام پر منسوب ہے۔ کیا گائے غیر اللہ نہیں۔ کیا یہ شرک ہے؟ گمراہ لوگ اس کا جواب دینے سے قاصر ہیں کیونکہ وہ قرآن کریم کا صحیح مفہوم سمجھنے سے عاری ہیں۔ محض لیبل لگا کر علامہ اور مفتی کا لبادہ اُوڑھ کر' شیر بنے ہوئے ہیں۔ مگر حقیقت میں کچھ نہیں ہیں' کیونکہ اس آیت کی رُو سے اُنکے دِل کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب نہیں بلکہ مرض ہے

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۢ بِمَا كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ ○ ﴿پارہ ا سورہ البقرہ آیت نمبر ۱۰﴾

اُنکے دِلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھادی اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے' بدلہ اُن کے جھوٹ کا۔

انکی یہ بیماری حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو جھٹلانا ہے۔ یہ نہ حضور کے مقام کا احترام کرتے ہیں' نہ اولیاء اللہ کے مقام کا۔ یہ تو صحابہ کرام' اہل بیت' غار حرا اور غار ثور اور ہر اس چیز کو جس کی نسبت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے' اُس سے نفرت کا اظہار

کرتے ہیں۔ جیسا کہ نجدی عقائد باطلہ میں بیان ہو چکا ہے۔ اس لئے یہ لوگ جب بھی اپنے عقائد باطلہ کا اظہار کرنے کے لئے بولتے ہیں' تو اپنی بولی سے ہی پہچانے جاتے ہیں کہ یہ اصل میں گدھے ہیں جن کے اُوپر شیر کا لبادہ ہے۔

''سورۂ بقرہ'' کا یہ نام اس لئے ہے کہ اسکے اندر گائے کا ذکر ہے جو ایک یتیم اور ماں کے تابعدار ولی کی تھی' اس لئے اس ولی کی گائے کے ذبح کرنے کے بعد اس سے معجزۂ نبی کا ظہور یا ولی کی کرامت کا اظہار ہوا۔ یہ گائے عام نہ تھی بلکہ خاص نشانیوں والی تھی کہ اس سے خدمت نہ لی جاتی کہ زمین جو بوئے یا کھیتی کو پانی دے۔ بے عیب تھی' اس میں کوئی داغ نہ تھا۔ ایسی گائے صرف اسی کے پاس تھی۔ قیمت ادا کرنے کے بعد جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حکم سے اُسے ذبح کیا گیا تو اُس کے ایک ٹکڑا کو جسے اُس کی زبان یا دُم بیان کیا گیا ہے' ایک مقتول کی لاش پر مارا گیا' تو وہ زندہ ہو گیا اور خدا کی قدرت سے کچھ دیر زندہ رہ کر اُس نے اپنے قاتل کا پتہ بتا دیا کہ وہ مقتول کے رشتہ دار ہیں' جنہوں نے قتل کر کے لاش کو مخالفین کی زمین پر پھینک دیا اور اُن پر قتل کا اِلزام لگایا تھا۔ جس کا مقدمہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دربار میں آیا تھا اور ولی کی نسبت کی وجہ سے گائے نے ذبح کے بعد بھی عوام کو ہدایت کا درس دیا اور یہ کام مقبول بارگاہِ رب العزت ہو گیا کہ خون کے بعد دوسروں پر تہمت لگانا ایک بڑا جرم ثابت ہو گیا اور ساتھ ہی خدا کی شان کا اِظہار ہوا کہ اللہ تعالیٰ ایسے ہی مردے بھی زندہ کریگا اور حساب و کتاب لے گا' تا کہ بُرے لوگ سزا پائیں اور نیک لوگ جزا کے حق دار بن جائیں۔ مطالعہ کریں آیات سورۂ بقرہ ۶۷...۷۳ اور اپنے ایمان تازہ کریں کہ ولی تو کجا اُس کی گائے بھی خدا کو مقبول ہو گئی اور اُس کا ذکر قیامت تک جاری ہو گیا کہ اُس کے نام کی نسبت سے قرآن کریم کی پہلی سورۂ کا نزول ہوا' تا کہ گمراہ لوگ قرآن کریم پڑھ کر ہدایت پائیں......

قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ۚ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۚ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ○

﴿پ ا سورۃ بقرہ آیت نمبر ۷۱﴾

ترجمہ:- کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے کہ وہ ایک گائے ہے کہ جس سے خدمت نہیں لی جاتی' جوتے اور کھیتی کو پانی دے' بے عیب ہے' جس میں کوئی داغ نہیں' بولے اب آپ ٹھیک بات لائے تو اُسے ذبح کیا اور (ذبح) کرتے معلوم نہ ہوتے تھے۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ○ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ○

﴿پ ۱۶ سورۂ طٰہٰ آیت نمبر ۹۵'۹۶﴾

ترجمہ:- موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا اب تیرا کیا حال ہے اے سامری! بولا میں نے وہ دیکھا جو لوگوں نے نہ دیکھا تو ایک مٹھی لی' فرشتہ کے نشان سے' پھر اُسے ڈال دیا اور میرے جی کو یہی بھلا گیا۔

ان آیات میں بیان ہے کہ سامری نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب دیا کہ میں نے جبرائیل کو دیکھا اور ان کی گھوڑی کی تاثیر بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لی تھی۔ گھوڑی کی ٹاپ سے گھاس اُگتی دیکھی جو لوگوں نے نہ دیکھی تھی۔ اس لئے صرف سامری نے دیکھا کہ دوسرے کا اس طرف دھیان نہ آیا تو ایک مٹھی بھر کر بچھڑے میں رکھ دی تو اس میں جان آ گئی۔ جس سے معلوم ہو گیا کہ جبرئیل علیہ السلام کی ٹاپ کی خاک زندگی بخش ہے' مگر چونکہ سونا کفار فرعونیوں کا تھا' اس لئے بچھڑی کی آواز سے لوگ گمراہ ہو گئے اور ہدایت پر نہ آئے۔

اسی طرح قرآن وحدیث جب گمراہوں کی زبان سے نکلے تو اس سے لوگ گمراہ

ہی ہوں گے ہدایت پر نہ آئیں گے۔ جب جبرائیل کی گھوڑی کے پاؤں کی خاک بے جان سونے میں جان پیدا کر سکتی ہے تو خدا کے مقبول بندوں، نبیوں اور ولیوں کے قدموں کی خاک بھی مردہ دلوں کو ضرور زندگی بخش کر خدا کے قرب کا باعث ہو جاتی ہے۔

سامری کا بیان کہ اس نے جو کچھ کیا اپنی نفسانی خواہش سے کیا جس میں اس کی ندامت اور شرمندگی کا اظہار بھی تھا، اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے قتل نہ کیا، ورنہ مرتد کی سزا قتل ہی ہے۔ کیونکہ اس نے خیال کیا کہ یہ مٹی سونے کے بچھڑے میں ڈال کر دیکھوں کہ کیا ہوتا ہے۔ چونکہ سامری نے ندامت کا اظہار کیا تو بچ گیا۔ گناہگار جب ندامت اور توبہ کرے تو محاسبہ سے بچ سکتا ہے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جس طرح حضرت جبرائیل علیہ السلام کی گھوڑی کے پاؤں کی نسبت سے خاک میں تاثیر ہوگئی تھی تو خدا کے مقبول بندوں میں بھی تاثیر ہوتی ہے۔ اس لئے ان کا قرب مردہ دلوں کو زندگی بخشتا ہے اور وہ مقبول بارگاہِ ربُّ العزۃ ہو جاتے ہیں، لیکن جو ان کے قریب ہونے کے ہی خلاف ہوں، ان کو قربِ الٰہی کیونکر نصیب ہو سکتا ہے!! اس لئے وہ گمراہی کے سوا بات ہی نہیں کرتے۔ ان کے لئے قرآن سے ہدایت کی بجائے گمراہی مقدر ہو چکی ہے کہ وہ خدا اور رسول کے نافرمان ہیں۔

-•●•❖•●•-